بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

جلد ۲۱

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقا پوری

نائب ایڈیٹر
خورشید انور

ہفت روزہ
بدر
قادیان

WEEKLY
BADR QADIAN

شمارہ ۳۰

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک بیرون ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۶ - وفا - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۲۱ وفا کو صبح بذریعہ کار ربوہ سے اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں۔

حضور انور کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

احباب التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور انور کو صحت کاملہ عاجلہ کے ساتھ تا دیر سلامت رکھے اور ہر لمحہ اپنی تائید و نصرت سے نوازتا رہے۔ آمین

✱ --- محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ و صاحبزادہ مرزا کلیم احمد صاحب اسلام آباد تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ عنقریب مراجعت فرمانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے باقی بچے قادیان میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

الحمد للہ

جمادی الثانی ۱۳۹۱ ہجری | ۲۹ وفا ۱۳۵۰ ہش | ۲۹ جولائی ۱۹۷۱ عیسوی

جماعت احمدیہ کی طرف سے

"ترپولے" ماریشس میں ایک اور مسجد کی تعمیر

مسجد کی چھت ڈالنے کیلئے وقارِ عمل - روحِ قربانی کا عظیم نظارہ

(مکرم مولوی صدیق احمد صاحب منور مبلغ ماریشس)

جماعت احمدیہ کا نصب العین غلبۂ اسلام ہے یہ کام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے وابستہ ہے۔ اس منزل پر پہنچنے کے لئے اور دین حق کو تمام مذاہب پر غالب کرنے کے لئے جماعت کا ہر فرد نہایت خلوص کے ساتھ ہر قسم کی قربانیاں کر رہا ہے۔ مردوں کے شانہ بشانہ احمدی مستورات بھی اس قابل ستائش روح سے سرشار ہیں۔

خلیفۂ حق کی قیادت میں یہ روحانی قافلہ ایسی بے نظیر قربانیاں پیش کر رہا ہے کہ روئے زمین پر اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ مشکل سے مشکل حالات بھی انہیں قربانی کرنے سے نہیں روک سکتے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ خدا کے مسیح موعود علیہ السلام نے انسان کے دلوں میں قوت ایمان پیدا کر دی ہے۔ اور اس ایمانی حالت کے نتیجہ میں وہ ایثار کو غذائے حیات تصور کرتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں مختلف ممالک میں تبلیغی مشن قائم کئے۔ آپ نے مساجد کی تعمیر پر بھی خاص زور دیا۔ چنانچہ اس وقت بیرونی ممالک میں کثیر تعداد میں مساجد کی تعمیر ہو چکی ہے جہاں سے توحید کی صدا بلند ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ماریشس بھی پوری ہمت کے ساتھ تبلیغِ اسلام کا کام کر رہی ہے۔ اور دیگر جماعتوں کی طرح اس کی روحِ قربانی بھی قابلِ رشک ہے مستقل ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ جماعت کے ہنگامی پروگرام افرادِ جماعت میں بیداری اور تازگی کی روح پیدا کرتے رہتے ہیں۔

اس سال کے شروع میں ہم نے مسجد ترپولے جس کی بنیاد کافی عرصہ سے رکھی گئی تھی) کی تکمیل کا پروگرام بنایا تا کہ اس علاقہ میں جماعت کی ترقی کے راستے کھلیں مسجد کی تعمیر کے ساتھ ایک مشن ہاؤس بنانے کا بھی پروگرام ہے۔

جماعت کے جملہ ممبران کو مسجد فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی تحریک کی گئی۔ مردوں کے پہلو بہ پہلو احمدی مستورات نے بھی دل کھول کر اس فنڈ میں حصہ لیا۔ بعض غیر از جماعت دوستوں نے بھی اس سلسلہ میں ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ چنانچہ ایک معقول رقم جمع ہونے پر مسجد کا کام شروع کر دیا گیا۔

ترپولے ہماری مسجد روز ہل سے ۱۴ میل دور ہے۔ اس جماعت کے خدام کئی روز تک رضا کارانہ طور پر کام کرتے رہے۔ وقتاً فوقتاً روز ہل سے بھی خدام کو بھیجا جاتا رہا۔

۲ مئی کا دن چھت کی تعمیر کے لئے مقرر تھا۔ اس عظیم الشان وقار عمل کے لئے مختلف مواقع پر جماعت میں اعلان کیا گیا۔ چنانچہ ۱۴ دوستوں نے رضا کارانہ طور پر اپنی کاریں پیش کیں۔ مقررہ تاریخ کو صبح ۷ بجے احباب جماعت مشن ہاؤس میں جمع ہونے شروع ہو گئے مکرم مشنری انچارج صاحب نے احباب کو گروپوں کی شکل میں بھجوانا شروع کیا۔ خاکسار پہلے گروپ کے ساتھ ترپولے پہنچ گیا تا کہ کام اولین وقت میں شروع کیا جا سکے۔ پرائیویٹ کاروں کے علاوہ بعض افراد بسوں کے ذریعہ پہنچ گئے یوں تمام جماعتوں کے نمائندے اس کار خیر میں شامل ہونے کیلئے بڑے ذوق شوق سے ترپولے پہنچ گئے۔

اجتماعی دعا کے بعد احباب جماعت نے اپنی سابقہ روایات کو سامنے رکھ کر غیر معمولی جذبہ اور تندہی سے کام شروع کر دیا خدام مفوضہ ڈیوٹیوں پر کھڑے ہو گئے اور کام نہایت تیزی کے ساتھ شروع ہو گیا۔

ہمارے پاس دو Concrete ملانے والی مشینیں تھیں جن کی وجہ سے بجری سیمنٹ اور ریت ملانے میں کافی آسانی تھی۔ کام کی سرعت اور نوجوانوں کے جذبہ کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ آج انسان اور مشین کا مقابلہ ہے۔ کیا جوان اور کیا بچے و بوڑھے سبھی ایک خاص ولولہ سے کام کرتے نظر آ رہے تھے۔ ہر ایک جذبۂ اخلاص سے سرشار تھا۔

ہمارے ایک بزرگ (مجلس انصار اللہ کے ممبر) اس طرح ہمت سے کام کر رہے تھے کہ کئی خدام نے ان سے کدال مانگی مگر وہ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ نوجوانوں کا میرے بارے میں غلط تاثر ہے کہ میرا کام سست ہے خاکسار نے قریب جا کر ان کے کام کا جائزہ لیا تو واقعی ان کا کام قابل ستائش تھا۔ میں نے ازراہ مزاح عرض کیا۔ اب آپ آرام فرمائیں تا کہ خدام کو بھی یہ کام کرنے کا موقع ملے۔ وقار عمل میں اطفال الاحمدیہ نے بھی خوب کام کیا۔ دوپہر کے کھانے کا بھی انتظام تھا۔ جو الدار الحسنے کئی گھنٹے کی محنت سے تیار کیا۔ احباب گروہوں کی شکل میں کھانا کھاتے رہے اور کام بھی بدستور جاری رہا۔ اس علاقہ کے بعض ہندوؤں اور مسلمانوں نے بھی ہمارے ساتھ تعاون کیا۔ احمدی احباب کی روحِ وقار عمل نے انہیں بھی ہمارے ساتھ خوشی کے ساتھ کام کرنے پر مجبور کر دیا۔

کام کے دوران بہت سے فوٹو بھی لئے گئے۔ مسجد کی چھت پر لوائے احمدیت لہرایا گیا۔ وقار عمل کا یہ بے مثال نظارہ ہر راہ گذر کی نظروں کو کھینچنے والا تھا اور جب ان کو معلوم ہوتا تھا کہ یہ سارا کام رضا کارانہ طور پر ہو رہا ہے اور جماعت کے ہر طبقہ کے لوگ مزدوروں کی طرح کام کر رہے ہیں تو لوگ تعریف کرنے پر مجبور ہو جاتے تھے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ایک تجربہ کار دوست کا اندازہ تھا کہ یہ کام رات ۸ بجے سے پہلے مکمل نہیں ہو سکتا مگر لطف کی بات یہ ہے کہ یہ عظیم الشان کام ٹھیک پونے ۲ بجے شام ختم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کرنیوالوں کی تعداد یکصد پچاس افراد تھی۔ اس علاقہ کے لوگوں پر اس اجتماعی روح کو دیکھ کر بہت اثر ہوا۔ اور انہوں نے اس جذبہ عمل کو سراہا۔

آخر میں محترم قریشی محمد اسلم صاحب مشنری انچارج نے ایک مختصر تقریر کی جس میں آپ نئی مسجد کی تعمیر کی اہمیت اور بالخصوص اس کو آباد رکھنے کی ذمہ داری پر روشنی ڈالی اور احباب سے درخواست دعا کی۔ ہر ممبر کا یہ فرض ہے کہ اس علاقہ میں احمدیت کے ... (بقیہ ...)

ملک صلاح الدین ایم - اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۲۹ ر وفا ۱۳۵۰ ہش

بنی اسرائیل اور اُمتِ محمدیہؐ کی عبرت انگیز مشابہت

(۲)

امتِ محمدیہ کی بنی اسرائیل سے مشابہت کے عبرت انگیز پہلوؤں میں سے ایک اہم پہلو کا ذکر ہم کر چکے ہیں کہ بنی اسرائیل پر دوسری تباہی مسیح موسوی کی بعثت، اُن کے حق میں بنی اسرائیل کی گستاخی، ظلم، تعدی اور شرو فساد برپا کرنے کا بڑا دخل ہے۔ چونکہ امتِ محمدیہ میں بھی مسیح محمدی کے نزول کی پیشگوئی موجود ہے اس لئے بنی اسرائیل کی دوسری تباہی یہ بلاشبہ مسیح ناصری کے ساتھ بدسلوکی کے نتیجہ میں آئی اس لئے امتِ محمدی کے لئے عبرت و بصیرت کا پہلو اس طرح نمایاں ہو جاتا ہے کہ حسب پیشگوئی خیرامت میں بھی مسیح موعود نزول فرما ہوئے۔ افرادِ امت تو ان کی شان کو پہچان نہیں لیکن ایک بڑی تعداد بنی اسرائیل کے نقش پر چلتے ہوئے مسیح محمدی کی مخالفت اور عداوت کا مظاہرہ کریں تب ان پر بھی اُسی قسم کے حالات وارد ہوں جو بنی اسرائیل پر دوسری تباہی کے رنگ میں ظاہر ہوئے۔

مضمون نگار نے بھی صاف اعتراف کیا ہے کہ

"امتِ محمدی نے بھی صحیفۂ تاریخ سے کوئی سبق نہیں سیکھا تو اس کا بھی وہی حشر ہو رہا ہے اور وہ بھی بنی اسرائیل ہی کی طرح آج روئے زمین پر گاجر مولی کی طرح کاٹ کر پھینکی جا رہی ہے۔"

(صدقِ جدید ۲ر جولائی ۱۹۷۱ء صفحہ ۵)

غور فرمایئے بنی اسرائیل میں بعثت مسیح علیہ السلام کے وقت یہود کی گستاخی اور بے ادبی اور ظلم و تعدی اور بہ سرِ شرارت میں بنی اسرائیل پر تباہی سے بڑھ کر اور کونسا سبق ہے جو قرآن کریم کی روشنی میں امتِ محمدی نے صحیفۂ تاریخ سے سیکھنا تھا اور نہ سیکھا۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم سبق تھا جسے اگر افرادِ امت پلے باندھ لیتے تو ان المناک حالات سے دوچار نہ ہوتے جن سے اس وقت وہ گزر رہے ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ بنی اسرائیل سے امتِ محمدیہ کی اس مشابہت کا قدرے تفصیلی جائزہ لیں اور تاریخی اور واقعاتی حقائق سے واضح کریں کہ کس طرح محیر العقول رنگ میں تقدیر کے نوشتے بہرحال پورے ہو کر رہے ہیں! آخری تباہی کہ اب بھی وقت ہے کہ افرادِ اُمت آنکھیں کھولیں اور بدلے ہوئے حالات سے عبرت اور موعظت حاصل کرتے ہوئے خود بھی بدلنے کی کوشش کریں تا وہ خدا کے غضب سے نکل کر اُس کی رضا کے ٹھنڈے سایہ تلے آ جائیں۔

بنی اسرائیل کی تاریخ بتاتی ہے کہ بنی اسرائیل کو اعتقادی، اخلاقی اور عملی بدحالی سے نجات دینے کے لئے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو مبعوث فرمایا لیکن یہود نے نہ صرف یہ کہ ان کے دعوے کو ٹھکرا دیا بلکہ دشمنی اور عداوت میں اس حد تک پہنچ گئے کہ خاص منصوبہ کے تحت رومی حکومت کے سامنے ایک ایسا جھوٹا مقدمہ بنا کر پیش کر دیا جس کے نتیجہ میں خدا کے محبوب بندے حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب کی شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ مصلحتِ ایزدی نے صلیب کو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دیا۔ بلکہ صلیب پر فوت ہونے سے بچا لیا۔ تب ایک لمبے سفر پہ روانہ ہوئے اور بالآخر ۱۲۰ سال کی عمر پا کر سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے۔

ان واقعات سے بالکل مشابہ حالات و واقعات اس جگہ (یعنی امتِ محمدیہ میں) بھی ظہور پذیر ہوئے اس کی مختصر تفصیل یہ ہے۔

(۱) جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں حضرت مسیح ناصری کی بعثت ہوئی اسی طرح حسب پیشگوئی امتِ محمدیہ میں بھی چودھویں صدی کے آغاز میں مسیح محمدی کی بعثت عمل میں آئی اور مصلحتِ ایزدی نے سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود و مہدی معہود کے منصب پر فائز کیا۔

(۲) سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بھی اُسی طرح مخالفت ہوئی جس طرح حضرت مسیح ناصریؑ کی۔ علماء یہود کی طرح یہاں بھی مخالفت بلکہ عداوت میں حضرات علماء ہی پیش پیش رہے

(۳) مسیح ناصری علیہ السلام کی طرح مسیح محمدی کو بھی صلیب دیئے جانے کا منصوبہ بنایا گیا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کی نصرت و تائید نے دشمن کو اس مذموم ارادہ کو پورا کرنے میں ناکام و نامراد رکھا تاہم منصوبہ اپنی تمام تر جزئیات کے اعتبار سے کوئی معمولی نہ تھا اس کی مختصر تفصیل اس طرح ہے:۔

اگست ۱۸۹۷ء میں امرتسر کے مسیحی پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک کی طرف سے عدالت میں حضورؑ پر اقدامِ قتل کا مقدمہ دائر کیا گیا۔ یہ ایسا خطرناک منصوبہ تھا کہ مسیح محمدی کی مخالفت اور عداوت میں علماء بھی مسیحیوں کے دست و بازو بن گئے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی اس عداوتِ مسیح موعود میں اس حد تک آگے نکل گئے کہ اس جھوٹے مقدمہ میں مسیحیوں کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے۔ یہ مقدمہ اس قدر خطرناک تھا کہ مستغیث بھی مسیحی منصف بھی مسیحی اور گواہان میں اہلحدیث کے نامی گرامی لیڈر مولوی محمد حسین بٹالوی مگر زبان بائیں خدا تعالیٰ کی قدرت کے کہ جہاں مسیح اوّل کے مقدمہ میں پیلاطوس منصف نے بزدلی دکھائی اور یہود کے زیر اثر حضرت مسیح کو صلیب پر لٹکا دینے کا فیصلہ صادر کیا مگر مسیح محمدی کا مقدمہ جس منصف (کیپٹن ڈگلس) کی عدالت میں پیش ہوا۔ اس نے بیخوف ہو کر ہر قسم کی رو رعایت کے بغیر پورے انصاف سے کام لیا اور حضور کو اس خطرناک جھوٹے مقدمہ میں عزت کے ساتھ بری کیا۔ بہرحال اس ساری تفصیل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح پہلے مسیح کو مخالفین و معاندین کی طرف سے صلیب پر لٹکانے کا منصوبہ باندھا گیا۔ اور قدرتِ حق نے اُسے صلیبی موت سے بچا لیا اسی طرح مسیح محمدی کو بھی معاندین کے منصوبہ قتل سے معجزانہ طور پر بچا لیا۔

(۴) واقعات کی مشابہت اس جگہ ختم نہیں ہو جاتی بلکہ نتائج کے اعتبار سے اس کا عجیب و غریب سلسلہ آگے بھی چلتا ہے جس کی تفصیل بڑی ہی دلچسپ اور عبرت انگیز ہے۔

صدقِ جدید کے مضمون نگار مولوی ندوی بھکوری صاحب کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق بنی اسرائیل پر دوسری تباہی سنہ عیسوی میں آئی اور یہ بات بالکل درست ہے جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا میں زیرِ لفظ جیو واضح کیا گیا ہے کہ ردم

بادشاہ ٹائیٹس نے فلسطین پر حملہ کیا اور بنی اسرائیل پر دوسری تباہی آئی اور یہ واقعہ صلیب کے واقعہ سے ستر سال بعد کا ہے۔ بعینہٖ یہاں بھی نتائج اسی رنگ کے ظہور پذیر ہوئے۔ تفصیل اس اجمال کی اس طرح ہے کہ مسیحی محمدی سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پہ مذکورہ بالا مقدمہ اقدامِ قتل اور اس سے باعزت بریت کے ٹھیک ۷۰ سال بعد جون ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل تصادم ہوا اور تین ہی دنوں میں عرب ممالک کو جس المیہ کا سامنا کرنا پڑا اس سے سارا عالمِ اسلام لرز گیا۔ اس ناگہانی تصادم اور غیر متوقع ہزیمت سے قبل کسے خیال تھا کہ مصر جیسی عظیم مملکت جسے دوسرے عرب ممالک کی بھی حمایت حاصل تھی اپنے سے فروتر دشمن سے اس طرح زک اُٹھائے گا۔ اگرچہ اسرائیل حکومت کے پیچھے امریکہ کا زبردست ہاتھ تھا لیکن یہ اب تقدیر کے نوشتے تھے جو پورے ہوئے اور اسلامی دُنیا کو عبرت کا سبق دے گئے۔ کاش بصیرت کی آنکھیں اس کو دیکھ لیں۔

(۵) ہماری اس تفصیل کو کوئی شخص محض ذاتی خیال یا ذوقی بات نہ سمجھے بلکہ یہ ایک ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے جس کی تائید قرآنی بیان سے ہوتی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی شخص معقولی رنگ میں ہمارے اس استدلال کو غلط ثابت کر سکے۔ بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم اپنے استدلال کی بادلائل مختصر تفصیل آئندہ اشاعت میں عرض کریں گے۔ (باقی)

درخواست دعا: میری چھوٹی بچی عزیزہ ثمینہ بیگم کھیلتے کرسی پر سے گر جانے کی وجہ سے ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔ تقریباً تین ہفتہ قبل میری بڑی بچی کے بازو کی دونوں ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں اللہ تعالیٰ دونوں کو صحتِ کاملہ دے اور ہم سب کو ہر پریشانی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

میری اہلیہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے مبلغ -/۵ روپیہ بطور صدقہ اور پانچ روپیہ اعانت بدر میں دیا ہے۔ آپ اور جملہ بزرگان سلسلہ و درویشان قادیان سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار ڈاکٹر

خطبۂ جمعہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی مساوات کا جو پیغام دیا ہے وہ احسنِ تقویم سے شروع ہو کر انسان کو بلندیوں تک لے جاتا ہے

اس پیغام کے نتیجہ میں عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو ادا کرنا انسان کو خدا کا مقرب بنا دیتا ہے

آپ کی تعلیم اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں ہمیں ہر انسان کا خواہ وہ کسی مقام کا ہو احترام کرنا چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۲ ظہور ۱۳۴۸ ہش

(مطابق ۲۲ اگست ۱۹۶۹ء) بمقام احمدیہ ہال کراچی

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے ان آیات کی تلاوت فرمائی۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (الکہف ۱۸: ۱۱۱)

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ

(حٰمٓ السجدۃ ۴۱: ۷)

اس کے بعد فرمایا:-

انبیاء علیہم السلام ہر قوم اور ہر زمانہ میں مبعوث ہوتے رہے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بنی نوع انسان کو انسانی شرف اور عزت اور مرتبہ کا علم نہیں دیا گیا تھا کیونکہ ابھی وہ اپنی جسمانی اور روحانی ارتقاء کے دور میں اس مقام پر نہیں پہنچے تھے جہاں وہ اس بات کو سمجھ سکتے کہ انسان اشرف المخلوقات کی حیثیت میں پیدا کیا گیا ہے اور مخصوص حیثیت بشریت ہی کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے پہلی کتب کی تعلیموں کا تعلق صرف ان اقوام سے ساتھ نظر آئے گا جن کی طرف مختلف انبیاء مختلف زمانوں میں مبعوث ہوتے رہے۔ اور پہلی کتب کی یہ تعلیم صرف اخلاقی اور روحانی تربیت ہی کے لحاظ سے نہیں بلکہ دنیوی تعلق رکھنے کے لحاظ سے بھی انسان کی محدود ترقی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان کے انبیاء کی تعلیمات میں بہت سی تحریف اور تبدیلی واقع ہو چکی ہے لیکن ان میں بھی شک کہ یہ تعلیمات انسانی مقام اس کے شرف اور مرتبہ کو قائم کرنے والی نہیں ہیں۔

یہی حال بنی اسرائیل کا ہے ایک زمانہ میں وہ بڑی مظلوم قوم تھی۔ ان کی قومی عزت خطرہ میں تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو انتقام کی تعلیم دی۔ اُن میں عزتِ نفس پیدا کی۔ پھر گو وہ اس پر قائم نہ رہ سکی اور وہ دوسری EXTREME (انتہا) پر چلی گئی تاہم ان انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض نہیں تھی کہ وہ اس بات کا بھی اعلان کریں کہ بنی نوع انسان اشرف المخلوقات ہیں۔ اور آپس میں سب برابر ہیں لیکن چونکہ ایک خاص وجہ سے اور ایک خاص مقصد کے پیشِ نظر جس کا ذکر ابھی کروں گا انسانی شرف کو قائم کرنا تھا اس لئے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ اعلان کیا گیا کہ تمام انسان برابر ہیں۔ اور ہمیں ایک ایسی تعلیم دی گئی جس میں

انسانی شرف اور مرتبہ

کو وضاحت سے بیان کر دیا گیا اور یہ تعلیم صرف عرب کے رہنے والوں کو مخاطب کر کے نہیں دی گئی۔ تمام عالمین کے انسان اس تعلیم کے مخاطب ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسانی مرتبہ کو سمجھانے کے لئے فرمایا۔ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ (الروم ۳۰: ۲۱)

اللہ تعالیٰ کی زبردست نشانیوں اور اس کی قدرتوں کے حیرت انگیز نظاروں میں سے ایک نظارہ یہ ہے کہ اس نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔ ہماری اس زمین کی ہر چیز مٹی سے پیدا ہوتی ہے مٹی کے اجزاء اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ایک خاص عمل سے مشہور شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ مثلاً پھلوں میں سے آم یا انگور وغیرہ ہیں۔ اناجوں میں سے گندم یا جَو، مکی یا باجرہ ہیں۔ حیوانات میں سے پرندوں کا گوشت ہے۔ چوپایوں کا گوشت ہے۔ اور مچھلیوں کا گوشت ہے۔ اسی طرح کی اور بھی بے شمار مختلف چیزیں ہیں مگر دنیا کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حکم سے مٹی سے پیدا ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں فرمایا ہے کہ اے انسان ہم نے تجھے مٹی سے پیدا کیا اور تمہارے وجود میں مٹی کی خلق احسنِ تقویم کو پہنچی ہے مٹی کی خلق جو موزوں ترین اور بہترین شکل اختیار کر سکتی تھی۔ وہ تمہارے وجود میں کمال کو پہنچ گئی ہے۔ سورۃ تین میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ غرض انسان کو احسنِ تقویم میں پیدا کیا ہے اور احسنِ تقویم کی شکل میں انسان بطور بشر کے ہے پھر تنتشرون کہہ کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء کی تسخیر کے لئے دنیا میں پھیلنا شروع کیا۔ پہلے تم نے اپنے ماحول کی چیزوں سے فائدہ اٹھایا پھر چونکہ تمہاری فطرت میں یہ جذبہ رکھ دیا ہے کہ وہ اپنے ماحول یعنی اپنے ملک کی چیزوں سے تسلی نہیں پاتی اور انسان سمجھتا ہے کہ ساری دنیا کی چیزیں اس کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ اس لئے وہ ساری دنیا میں پھرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا اور دنیا کی ہر چیز کو اس نے اپنے کام پر لگایا اور اپنے فائدہ کے لئے اسے استعمال کیا۔

درحقیقت بشر اس مٹی کی تخلیق کی انتہا اور روحانی تخلیق کی ابتداء ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں سے سیرِ روحانی شروع ہوتی ہے۔ پھر آگے جتنی جتنی کسی میں ہمت ہوتی ہے وہ اس کے مطابق روحانی رفعتوں کو حاصل کرتا چلا جاتا ہے البتہ بشریت سے پہلے روحانی رفعتوں کے حصول کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ بشریت کے شرف سے مشرف ہونے کے بعد ہی انسانی مخلوق اللہ تعالیٰ کا قرب اور لقاء کا انعام حاصل کر سکتی ہے۔

پس بشریت کے مقام سے سیرِ روحانی کا آغاز ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام احسنِ تقویم رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی دو آیات ہیں جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اے رسول! تم دنیا میں اعلان کر دو اور یہ عظیم الشان اعلان پر مشتمل آیات (انما انا بشر مثلکم) کو بشریت کے کمال کے ذکر سے شروع کر کے آگے سیرِ روحانی پر ختم کیا۔ اب ایک ایسے وجود نے خدائی حکم کے ماتحت یہ اعلان کیا کہ میں تم جیسا ہی بشر ہوں۔ وہ خدا تعالیٰ کے قریب تر ہوا جیسا کہ خود قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ

فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (النجم ۵۳: ۱۰)

اس حیثیت کی مظہر ہے اور اس سے زیادہ قرب کسی اور فردِ بشر کے لئے حاصل کرنا تو کجا اس جتنا بھی حصول ممکن نہیں چنانچہ آپ کی شان پر وہ حدیث قدسی بھی روشنی ڈالتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ"

یعنی اے محمد! اگر تیرا وجود پیدا نہ کرنا ہوتا اگر تجھے دنیا کیلئے نہ بنانا ہوتا تو میں مخلوق بھی پیدا نہ کرتا۔ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک ہے جسے بیان فرمایا کہ میں بھی تمہارے جیسا [illegible]

تمہاری طرح ایک انسان ہوں، جہاں تک انسانی عزت، شرف اور مرتبہ کا سوال ہے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جس طرح میں احسن تقویم میں بشریت کے لحاظ سے مٹی کا ایک پتلا ہوں، اسی طرح تم بھی مٹی کے پتلے ہو۔ جس طرح میں اشرف المخلوقات کا ایک فرد ہوں اسی طرح تم بھی اشرف المخلوقات کے فرد ہو، جس طرح میں سیر روحانی میں

بلند سے بلند درجات

پا سکتا ہوں، اسی طرح تم بھی بلند سے بلند درجے حاصل کر سکتے ہو اور یہ کہہ کر ایک طرف دنیا میں انسانی عزت اور شرف کو قائم کیا اور دوسری طرف ہر فرد بشر کو اس طرف بھی متوجہ کیا کہ آخر میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں، اگر مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بلند سے بلند مقام حاصل ہو سکتا ہے تو تمہیں بھی بلند درجہ کیوں نہیں حاصل ہو سکتا۔ تم بھی خدا کی راہ میں مخلصانہ کوشش کرو، سچی قربانیاں دو، حقیقی مجاہدہ اختیار کرو، جذبۂ فدائیت اور عاشقانہ ایثار کے نمونے پیش کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے بھی پیار کرنے لگ جائے گا، تم بھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کو حاصل کر لو گے

اب اگر جب کہ اعلان کیا گیا ہے۔ اشرف المخلوقات کا فرد ہونے کے لحاظ سے ہر انسان کا مقام اتنا بلند ہے تو ظاہر ہے کہ ہم پر کس قدر اہم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ آج دنیا ایک دوسرے کی عزت اور ایک دوسرے کا احترام کرنے کا سبق بھول گئی ہے جو شخص امیر بن جاتا ہے، جس کو اللہ تعالیٰ کچھ مال دے دیتا ہے اور جو دراصل اس کے امتحان کے لئے ہوتا ہے) تو وہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ میرا رب میری کچھ خوبیاں دیکھ کر مجبور ہو گیا تھا کہ مجھے مال عطا کرے اور دنیوی نعمتوں سے نوازے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ مال دے کر دراصل میرا امتحان لیا جا رہا ہے بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ میرا مال و دولت میری عزت و احترام کی نشانی ہے اس لئے اپنے سے کم تر آدمی کو حقیر قرار دینے لگ جاتا ہے، اس کے ساتھ محبت اور حسن سلوک سے پیش نہیں آتا۔ اس کی عزت و احترام نہیں کرتا، اگر وہ کسی وقت اس کے گھر میں آ جائے تو اسے دھکے دے کر باہر نکلوا دیتا اور اگر کبھی اس سے بات بھی کرے گا تو اس حال میں کہ ماتھے پر تیوری چڑھ جائے اور آنکھوں میں غیظ و غضب کے آثار نمودار ہوں گے۔ مگر یہ امیر شخص اس حقیقت کو نظر انداز کر دیتا ہے کہ بحیثیت بشر ہونے کے جو مقام اس کا ہے وہی مقام اس غریب آدمی کا بھی ہے جو اس کے سامنے آیا ہے۔ وہ یہ بھول رہا ہوتا ہے کہ اسلام تو انسانی عزت اور اس کے شرف کو قائم کرنے کا حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہیں سے دراصل

سیر روحانی کی ابتدا

ہوتی ہے اور انسان اپنے مقصد حیات کو پا لیتا ہے اور سیر روحانی کی ابتدا صرف انسان سے ہو سکتی ہے۔ گدھے یا گھوڑے سے نہیں ہو سکتی۔ گیدڑ یا چمگادڑ سے نہیں ہو سکتی، بھیڑیے یا شیر سے نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ تو بطور خادم انسان ہونے کے خادمانہ طاقتیں لے کر اس دنیا میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور خادمانہ زندگی گزارنا ہی ان کا مقصد حیات ہے۔ ہر چیز انسان کی خدمت کے لئے مسخر کی گئی ہے آگے یہ انسان کی اپنی سمجھ اور استعداد پر منحصر ہے کہ وہ ان سے کہاں تک فائدہ اٹھاتا ہے۔ لیکن ان کی پیدائش کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان کی خدمت کریں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا انسان پر اتنا بڑا احسان ہے کہ اس سے بڑھ کر احسان ہمارے تصور اور گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو نہ صرف انسان کی خدمت پر مامور کیا ہے بلکہ انسان کو ان پر شرف اور رتبہ بھی بخشا۔ انسان کے وسیع تر اختیارات سے ان کو نیچے رکھا۔ ان کی فطرت کو یہ اختیار نہیں دیا کہ چاہیں تو وہ انسان کی خدمت کریں اور چاہیں تو نہ کریں۔ ورنہ تو ہماری شیروں سے بھی لڑائی ہوتی۔ گیدڑوں سے بھی لڑائی ہوتی۔ بچھوؤں سے بھی لڑائی ہوتی آپس میں زور کی جنگ شروع ہو جاتی۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا انسان پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل سے ہر ایک چیز کو انسان کا خادم بنا دیا اور اسے یہ کہہ دیا کہ میں تجھے جو بھی حکم دوں گا تیری فطرت اس کو قبول کرے گی اور اس سے باہر نکلنے کی طاقت نہیں رکھے گی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ ".......يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (التحریم ۶۶ : ۷) (یعنی فرشتے) کہ اللہ تعالیٰ جو بھی حکم دیتا ہے وہ اس کے پابند ہوتے ہیں اس حکم سے باہر نہیں جا سکتے" کی روحانی تفسیر کرتے ہوئے فرشتوں کی اس تعریف

کے مطابق تو ہر مخلوق کا ہر ذرہ فرشتہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ قدرت ہی نہیں دی کہ وہ انکار کریں۔ مجھ کو اپنی مرضی سے ٹال سکیں اس کے نتیجہ میں وہ فرشتہ ہونا قبول کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔ انسان بسا اوقات تیار ہو جاتا ہے مگر یہ چیزیں تیار نہیں ہوتیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بڑا ہی احسان ہے کہ ہر چیز کو اس نے ہماری خدمت پر لگایا ہے اس کو یہ اجازت ہی نہیں دی کہ وہ نہ چاہے تو ہمارا کام نہ کرے بلکہ ہماری خدمت کرنے کی خاطر کرۂ ارض ساری کی ساری پیدا ہوئی ہے اپنے کام پر لگی ہوئی ہیں۔ انسان کو مخلوقیت کے مقام پر لا کھڑا کیا اور فرمایا اے بنی نوع انسان! اس مٹی کی پیدائش کی جو بہترین شکل بن سکتی تھی وہ شکل میں نے تمہیں عطا کر دی ہے۔ احسن تقویم میں نے تمہیں پیدا کر دیا ہے۔ تمہیں اشرف المخلوقات بنا دیا ہے۔ دنیا کی ہر چیز تمہاری خدمت پر لگا دی ہے۔ اب تمہاری زندگی کا مقصد یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے خادم اور اس کے بندے بن جاؤ۔ تمہارا کام اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا نہیں ہے تمہارا کام مخلوق کے آگے سر جھکانا اور ان سے مانگنا بھی نہیں ہے نہ ہی تمہارا یہ کام ہے کہ تم بعض کو بعض پر ترجیح دو۔ تم اشرف المخلوقات ہو تم میں سے ہر ایک کی عزت اور شرف اور مرتبہ بحیثیت انسان ایک دوسرے کے برابر ہے یہاں تک کہ افضل البشر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق بحیثیت بشریت دوسرے انسانوں ہی کی طرح تھے۔ درحقیقت یہ ایک

عظیم اعلان

ہے۔ جب ہم اس کے متعلق سوچتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ اس قدر عظیم اعلان بنی نوع انسان کے سامنے کیا گیا ہے جس کی عظمت کو وہی سمجھ سکتا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو سمجھتا ہو اور اس حقیقت سے کہ یہ برتر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم انسان ہوتے ہوئے بشریت کے آسمان پر روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور ایسا قرب حاصل کیا کہ اس سے زیادہ قرب متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ نہ کسی انسان نے کبھی اتنا قرب حاصل کیا ہے اور نہ ہی آئندہ کر سکتا ہے۔ تاہم آپ کی زبان مبارک سے یہ کہلوایا گیا کہ بشر ہونے کی حیثیت میں مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں۔ انسانی شرف اور اس کے احترام کے لئے اس سے بڑھ کر عظیم اعلان اور کیا ہو سکتا تھا۔ آپ نے بنی نوع انسان سے فرمایا کہ جب ہر فرد بشر بطور بشر میرے جیسا ہے تو دو چیزیں لازم آتی ہیں۔ یعنی اس سے آگے پھر دو نتیجے نکلتے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر فرد بشر کی عزت و احترام لازمی ہے۔ اگر کوئی کسی کی بے عزتی کرے گا یا کسی کو بنظر حقارت دیکھے گا تو یہ ایسا ہی ہوگا جیسے تم نے میری بے عزتی کی اور مجھے حقارت کی نظر سے دیکھا کیونکہ میرا مقام شرف بطور بشر کے اس سے بڑھ کر نہیں ہے تم نے کسی کی بے عزتی کی تو گویا میری بے عزتی کی۔ اس واسطے یہ بات یاد رکھنا کہ کسی بھی شخص کی بے عزتی نہیں کرنی۔ کسی کو بھی حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا ہر ایک کی عزت و احترام کرنا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں میں ایسی گندی عادت پڑ گئی ہے بات بات میں ایک دوسرے کو طعنے دیتے ہیں، ایک دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگ جاتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ آخر ہر ایک کا اصل دراصل وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہونے سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا ہے آج دنیا پیار کی بھوکی ہے عزت و احترام کی متلاشی ہے آج دنیا میں ہمیں جو بے چینی نظر آ رہی ہے اس کی بہت سی وجوہات میں سے ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان کو بطور بنی نوع انسان کے اشرف المخلوقات نہیں سمجھا گیا حالانکہ سارے انسان ایک ہی طرح کے ہیں اور سارے اشرف المخلوقات کے شرف سے مشرف ہیں بحیثیت بشر کوئی بھی کسی دوسرے سے بزرگ و برتر نہیں۔ اس لئے ہر مسلمان کو دوسرے کی عزت و احترام کرنا چاہیئے۔......

....

...... اگر وہ دوسرے کی عزت و احترام نہیں کرتا تو وہ دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و احترام نہیں کرتا۔ یہ بڑا خطرناک مقام ہے ہر آدمی کو سمجھایا جاتا ہے نہ وہ سمجھ سکتا ہے چہ جائیکہ ایک احمدی جو بدرجہ اولیٰ اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جن کی خاطر یہ کارخانۂ عالم وجود میں آیا تھا بشر ہونے کے لحاظ سے آپ کی عزت و احترام کی طرح ہر انسان کی عزت و احترام واجب ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے انسانی عزت و احترام کے قیام کا یہ ایک زبردست اعلان ہے تمام دنیا اس کی متقاضی ہے۔ غیر تو غیر ہیں خود ہم مسلمانوں میں بھی اس طرف توجہ نہیں رہی۔ ہم نے غریب کی عزت کرنی چھوڑ دی ہے۔ ہم نے لاوارث کی عزت کرنی

چھوڑ دی ہے ہم نے یتیم کی عزت کرنی چھوڑ دی ہے۔ ہم نے کم علم یا ان پڑھ کی عزت کرنی چھوڑ دی ہے اس کے برعکس دولت مند کی عزت کرنی شروع کر دی گئی ہے۔ ہم مسلمان وجاہت اور دبدبہ سے مرعوب ہونے لگے حالانکہ خدا تعالےٰ نے تو یہ فرمایا تھا کہ امیر و غریب بحیثیت انسان ہونے کے سب برابر ہیں۔ بشر ہونے کے اعتبار سے ایک سیاسی اقتدار کی مالک شخص اور ایک کم مایہ، غریب، لاچار اور ان پڑھ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ اور یہ آپس میں برابر ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے دنیا اس تعلیم کو بھول چکی ہے انسانی فطرت اس کی بھوکی ہے۔ امریکہ کے رہنے والے کئی سو سال سے مختلف نعروں کے درمیان محرومی اور بے عزتی کی زندگی گذارتے چلے آ رہے تھے۔ ہمارے مبلغ وہاں گئے انہوں نے اسلام کی تبلیغ کی اور اسلامی مساوات سے روشناس کرایا تو وہ حیران ہو گئے۔ اور سوچنے لگے کہ کیا ہم بھی اتنے ہی معزز ہیں جتنے یہ باہر سے آنے والے لوگ معزز ہیں کیونکہ دوسرے مشنریز (MISSIONARIES) نے ان کو یہ احساس ہی نہیں دلایا تھا کہ بحیثیت انسان ہونے کے وہ بھی شرف اور رتبہ رکھتے ہیں اور عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ ان کے سامنے جب یہ تعلیم پیش کی گئی۔ اور جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان سنا کہ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ : یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سب زمانوں اور مکانوں کے لئے مبعوث ہوئے تھے جن کی عزت اولوں اور اب لوگوں نے کی اور ہوتی چلی جائے گی جن کے لئے نداشت کے بے نظیر نمونے پیش کئے گئے آپؐ نے یہ فرمایا ہے کہ میں بلحاظ بشر ہونے کے تمہاری طرح ایک بشر ہوں چنانچہ اتنے بڑے اور عظیم الشان کی زبانِ مبارک سے رنگ نسل کی تفریق کو یکسر مٹا دینے کی اس تعلیم سے وہ بے حد متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس

مُحسنِ انسانیت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

کے لئے ان کے دلوں میں عزت و احترام کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو جاتا ہے چنانچہ اسلامی تعلیمات کی تبلیغ ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ اب وہ ہمارے مبلغوں سے گلے ملتے ہیں اور اُن سے پیار و محبت کرنے لگے ہیں۔ غرض "انما انا بشر مثلکم" میں اللہ تعالےٰ نے جن ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان کی طرف متوجہ ہونا ہر ایک احمدی کے لئے از بس ضروری ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعلان کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر آپ ہمارے جیسے ایک انسان ہو کر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سیرِ روحانی میں بلند ترین مراتب حاصل کر سکتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے افضال کا مورد بن سکتے ہیں تو اے انسان! تمہارے دل میں مایوسی کیوں پیدا ہوتی ہے!! تمہارے لئے بھی قربِ الٰہی کے دروازے کھلے ہیں۔ تم بھی سیرِ روحانی میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں اپنی اپنی استعداد کے مطابق انتہائی قربانیوں کے نتیجہ میں بلند تر روحانی مقام حاصل کر سکتے ہو۔ چنانچہ فرمایا

من کان یرجو لقآء ربہ فلیعمل عملاً صالحًا

اس سے پہلے فرمایا تھا کہ میں بھی تمہاری طرح ایک بشر ہوں اور بشر ہونے کے لحاظ سے میری عزت بھی اتنی ہی ہے۔ جتنی تمہاری عزت ہے۔ اور اس سے ہمیں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ دنیاوی تفاوت، عزت و احترام یا ذلت اور حقارت کا باعث نہیں بننا چاہیئے اسلام میں ان معنوں میں عزت یا ذلت کا کوئی تصور موجود ہی نہیں ہے۔ کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ جو زیادہ مالدار ہے۔ وہ زیادہ باعزت ہے۔ کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا جو زیادہ چرب زبان ہے۔ وہ زیادہ عزت والا ہے۔ کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ جس کی تقریر لاکھوں کے مجمع کو مسحور کرتی چلی جاتی ہے۔ اور وہ ایک دنیا کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ (دنیوی لحاظ سے کئی ایسے چرب زبان لوگ پیدا ہوئے ہیں) وہ زیادہ معزز ہے۔ اور اسی طرح کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ جس کو کم دولت ملی ہے۔ یا سرے سے ملی ہی نہیں۔ وہ ذلیل اور قابلِ حقارت ہے کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنے ماحول میں کسی وجہ سے تعلیم نہیں حاصل کر سکا وہ ذلیل اور حقیر ہے۔ کہیں بھی یہ نہیں کہا گیا کہ ایک شخص جو

دنیوی علوم میں کمال حاصل کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اس کی زیادہ عزت و احترام ہے۔ احسن تقویم یعنی بشریت کے مقام سے پہلے پہلے اللہ تعالےٰ نے کہیں بھی کسی انسان کو دنیوی وجہ سے معزز یا ذلیل قرار نہیں دیا چنانچہ ان لوگوں کو یہ تنبیہ کی گئی۔ جن کا یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہمارے اموال ہمیں معزز و محترم بناتے ہیں اور جو رَبِّیْٓ اَکْرَمَنِ (الفجر ۸۹: ۱۶) کا نعرہ لگاتے ہیں لیکن جب بشریت یعنی احسن تقویم کے مقام سے انسان سیرِ روحانی میں بلند سے بلند تر ہونے لگتا ہے تو اس وقت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اب تم میں سے بعض بعض پر اعزاز و اکرام پانے میں سبقت لے جائیں گے اور بعض اپنی بد عملیوں کی وجہ سے معزز نہیں رہیں گے غرض احسن تقویم یعنی بشریت کا مقام انسانی عزت یا ذلت کا نقطۂ آغاز ہے۔

بنی نوع انسان نے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات ۴۹: ۱۴) کے ان الٰہی الفاظ میں کہ جو زیادہ متقی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں زیادہ معزز ہے پہلی دفعہ بشریت کے مقام سے بلندی کی راہوں کو اختیار کرتے ہوئے یہ سنا کہ اب تم میں سے بعض معزز ٹھہریں گے اور بعض ذلیل اور بعض بعض سے زیادہ معزز ٹھہریں گے۔ اور بعض بعض سے نسبتاً کم ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ سیرِ روحانی سے بلند ہونے کا مرحلہ تم طے نہیں کر سکتے جب تک تم ہماری ہدایت پر عمل نہ کرو اور قرآنِ کریم نے

بنیادی طور پر

ہمیں یہ ہدایت دی کہ سیرِ روحانی میں بلندیوں کو وہی لوگ حاصل کر سکیں گے جو اعمالِ صالحہ بجا لائیں گے یعنی ایک تو یہ کہ ان کے اعمال میں کوئی فساد نہیں ہو گا اور دوسرے یہ کہ ان کے اعمال وقت اور موقعہ محل کے مناسب حال ہوں گے۔ اور تیسرے یہ کہ ان کے اعمال خالصتہً اللہ تعالےٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوں گے

پس وہ عمل جو فساد سے خالی ہو (اور فساد کی آگے لمبی تفصیل خود قرآن کریم نے بیان کی ہے میں اس وقت اس کی تفصیل میں نہیں جا سکتا) اور پھر وہ موقعہ و محل کے مطابق بھی ہو اور ایسا ہو کہ جس کو اختیار کر کے یہ کہا جا سکے کہ یہ وہ شخص ہے۔ جو اس گروہ میں شامل ہو گیا جس کے متعلق آتا ہے۔

وَھُدُوْٓا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ (الحج ۲۲: ۲۵)

صراطِ حمید اس راہ کو کہتے ہیں کہ وہ جس منزل تک انسان کو پہنچائے وہ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں قابلِ تعریف ہو یعنی اللہ تعالیٰ بھی اس کی تعریف کرنے لگے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جائے۔ پس جن اعمال میں یہ تین خصوصیتیں پائی جائیں گی وہ اعمالِ صالحہ کہلائیں گے اور ان اعمالِ صالحہ کے بجا لانے کی کوشش کرنی چاہیئے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اگر تم اعمالِ صالحہ بجا لانے میں کامیاب ہو گئے۔ تو اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں معزز بن جاؤ گے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی نگاہ میں ذلیل ہو جاؤ گے چنانچہ اس مضمون کو اللہ تعالےٰ نے ان دو آیات (جن کی میں نے شروع میں تلاوت کی تھی) کے علاوہ اور بھی کئی جگہ بار بار بیان فرمایا ہے یہ بتانے کے لئے کہ توحید خالص کو قائم کرنا بڑا ہی ضروری ہے۔ سورۃ کہف کی آیۂ کریمہ کو توحیدِ خالص کے ذکر سے شروع کیا اور اس کے آخر میں یہ فرمایا کہ شرک سے پرہیز کرو سورۃ حٰم سجدہ کی آیۃ کریمہ میں جہاں یہ اعلان فرمایا انما انا بشر مثلکم وہاں شروع میں یہ فرمایا کہ اب توحیدِ خالص ہمیں بشر کے مقام سے اٹھا کر قربِ الٰہی کے اعلیٰ مقام تک پہنچا سکتی ہے۔ کیونکہ توحیدِ خالص پر عمل قائم ہو اور وحی الٰہی یعنی اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے بغیر ممکن ہی نہیں اسلئے فرمایا اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وحی کے ذریعہ سکھایا ہے کہ تم روحانی رفعتوں کو کن ہدایات پر عمل کر کے حاصل کر سکتے ہو۔

جیسا کہ میں نے ابھی تشریح کی ہے پہلے یہ فرمایا تھا کہ اعمالِ صالحہ بجا لاؤ دوسری جگہ فرمایا کہ خالی اعمالِ صالحہ بجا لانے کافی نہیں بلکہ استقامت سے اعمالِ صالحہ بجا لانا ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ رمضان سے

پہلے پندرہ دن روزے رکھ لئے اور دو دو گھنٹے تک نمازِ تراویح پڑھنے میں لگے رہے لیکن اگلے پندرہ دن تاش کھیلنے میں گزار دیئے۔ فرمایا۔ فَاسْتَقِيمُوْا اِلَيْهِ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف انابت اور رجوع کی حالت میں

استقلال اور استقامت

پیدا کرو اور یہی کیفیت اعمالِ صالحہ بجالانے میں بھی پیدا کرو پھر یہ فرمایا وَاسْتَغْفِرُوْهُ تم اپنے زور سے ایسا کر بھی نہیں سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگو۔ پس فرمایا اگر تم استقلال اور استقامت سے اعمالِ صالحہ پر قائم رہو گے اور اعمالِ صالحہ کی بجا آوری میں اپنی قوت، اپنی طاقت، اپنی استعداد اور اپنی قابلیت اپنے تقویٰ اور طہارت پر بھروسہ نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر کاربند رہتے ہوئے اس سے مدد چاہو گے۔ تو پھر تم اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی لقا کو حاصل کر لوگے۔ اس کے بعد فرمایا ہے۔ ويل للمشركين سورۃ کہف کی آیہ کریمہ کے آخر میں فرمایا تھا۔ لا يشرك بعبادة ربه احدا کسی اور کو شریک فی العبادۃ نہیں کرنا یہاں یہ فرمانے کے بعد کہ اعمالِ صالحہ بجالانے میں استقلال اور استقامت سے قائم رہنا یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو زورِ بازو سے حاصل نہیں کر سکتے اگر تم یہ سمجھو کہ رضائے الٰہی کی حصول کی طاقت خود تمہارے اندر موجود ہے تو تم متکبر ہو کر خدا تعالیٰ کی نگاہ سے گر جاؤ گے اسلئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے رہو اور اس سے یہ دُعا کرتے رہو کہ وہ **تمہاری کمزوریوں کو ڈھانپ لے اور اس نے جو طاقتیں اور قابلیتیں تمہیں عطا کی ہیں وہ انہیں اجاگر کرے اور ان میں جو بخشے۔** اگر تم اس میں کامیاب ہو گئے تو تم نے **مقصدِ حیات** کو پالیا۔ اگر کامیاب نہ ہوئے تو سمجھو کہ تم توحید خالص سے بھٹک گئے تم نے کچھ خدا کا اور کچھ اس کے غیر کا سمجھ لیا تم کبھی اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکے کبھی غیر اللہ کے سامنے جھکے تم نے کبھی خدا تعالیٰ پر توکل کیا اور کبھی اس کی مخلوق یعنی انسان وغیرہ کے آگے ہاتھ پھیلایا اس صورت میں یاد رکھو ويل للمشركين شرک خواہ کسی قسم کا ہی کیوں نہ ہو انسان کو اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر کا مورد بنا دیتا ہے۔ تم اس سے بچتے رہو۔

غرض اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات میں ایک تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عظیم الشان اعلان کروایا کہ میں بھی تمہارے جیسا بشر ہوں۔ بشر ہونے کے لحاظ سے مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر میں بشر ہونے کے باوجود مقربِ الٰہی بن سکتا ہوں تو تمہارے لئے بھی یہ راہ کھلی ہے۔

پس انسانی شرف اور اس کے احترام پر مشتمل اس حکیمانہ تعلیم کی موجودگی میں تم ایک لحظہ کے لئے بھی یہ کیسے سوچ سکتے ہو؟ کہ تمہارے اور ایک غریب بھائی، تمہارے اور ایک ان پڑھ بھائی تمہارے اور ایک مسکین بھائی کو تمہارے اور ایک سائل بھائی کے درمیان فرق ہے جسے تم اپنی عزت اور اپنے محتاج بھائی کی ذلت پر محمول کرتے ہو حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپکے

اسوہ حسنہ کی روشنی میں

تمہارے ذہن میں یہ بات ہی نہیں آنی چاہیئے اور ہر انسان کی خواہ وہ اپنی زندگی میں کسی بھی ادنیٰ مقام پر تمہیں نظر کیوں نہ آئے اس کی عزت و احترام کرنی چاہیئے۔ اس کی ہمدردی اور خیر خواہی کرنی چاہیئے۔ اس کو اپنے سے کمتر اور ذلیل نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اسے بھائیوں کا سا درجہ دیتے ہوئے اپنے برابر بٹھانا چاہیئے۔ اور اسے یہ احساس دلانا چاہیئے کہ تم بھی ہماری طرح معزز ہو پس ہمارے معاشرہ کا غریب اور کمزور حصہ اس حسنِ اخلاق اور احسن سلوک کا محتاج ہے۔ وہ تمہارے پیار اور محبت کا بھوکا پیاسا ہے۔ تم ان کی بھوک اور پیاس کو مٹانے کی کوشش کرو تاکہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے دل میں جاگزیں ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ تعلیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہی انہیں متاثر کر سکتا ہے اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ دیکھو بشر کے مقام کو ایک جیسا کر کے اس میں اونچ نیچ نہ رکھ کر اس میں پہاڑیاں اور وادیاں نہ بنا کر خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک مقام پر لا کھڑا کیا ہے اس کی کوئی حکمت ہونی چاہیئے اس کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ بغیر حکمت کے تو کوئی کام نہیں کرتا اور وہ حکمت یہ ہے کہ جب مٹی کے پتلوں نے احسن تقویم کی شکل کو اختیار کر لیا اور اس میں بلند پروازی کی طاقت رکھ دی گئی تو فرمایا اب تم سیرِ روحانی شروع کرو اور خدا تعالیٰ کی قرب کی راہوں کو تلاش کرو تم عاجزانہ رنگ میں کوششیں کرتے ہوئے ہر وقت خدا سے دعائیں کرتے رہو اپنے آپ پر کوئی فخر نہ کرتے ہوئے تکبر کی ہر لعنت سے بچتے ہوئے خدا تعالیٰ کے سامنے جبینِ نیاز رکھ کر اس کی مدد طلب کرتے ہوئے اس سے استغفار کرتے ہوئے۔ ہر غیر سے منہ موڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہوئے سیرِ روحانی کو شروع کرو اور اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کو اس کے فضل اور اس کی رحمت کو حاصل کرو اگر آپ بشر کو بشر کے مقام سے گرا دیتے ہیں تو آپ اس کو وہ پیغام کس طرح پہنچا سکتے ہیں جو احسن تقویم سے شروع ہو کر انسان کو بلندیوں تک لے جاتا ہے۔ بشر کے مقام سے درے ہمیں سیرِ روحانی نظر نہیں آتی

سیرِ روحانی کا آغاز

بشریت کی سطح سے شروع ہوتا ہے۔ اگر آپ انکو بشر نہیں سمجھتے اور بشر کی حیثیت میں عزت و احترام کا وہ درجہ نہیں دیتے جو خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دیا ہے تو آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام مؤثر طریق پر ان کے کانوں تک کیسے پہنچا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں

احسن تقویم کی صورت

میں پیدا کیا ہے یا یہ کہ تم بشریت کے مقام سے سرفراز ہوئے لیکن تمہاری آخری منزل یہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس غرض کے لئے پیدا نہیں کیا۔ تمہیں روحانی منزلیں طے کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور انکی تو کوئی انتہا ہی نہیں کیونکہ جب خدا تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں بے انتہا اور وراء الوراء ہے۔ تو ظاہر ہے اس کے قرب کے بھی لامحدود درجے اور منازل ہیں کسی بھی مقام پر جا کر وہ ختم نہیں ہوتے پس اس نہ ختم ہونے والی منزل پر انسان کا ہر قدم جو پڑتا ہے اور ہر ساعت، جو گذرتی ہے۔ وہ اس کی زندگی کی بلکہ سارے انسانوں کی زندگیوں کی ساری لذتوں اور سرور سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ وہ زیادہ خوشی پہنچانے والی ہوتی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے پیار کی جھلک دنیا کے پیار و محبت سے کہیں بڑھ کر اعلیٰ ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے پیار و محبت کا مقابلہ ہی نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال آپ بنی نوع انسان تک یہ پیغام پہنچا نہیں سکتے جب تک پہلے آپ اس کو یہ خوشخبری نہ دے دیں کہ دیکھو اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا اعلان کر دیا گیا

ایک عظیم الشان بشارت

انسان کو مل چکی ہے احسن تقویم کا مقام ہے (باقی دیکھیں ص کالم ۳۰۴ پر)

حیدرآباد کے ہوائی مستقر پر

صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا والہانہ اور پُر وقار استقبال

ریڈیو اور مقامی اخبارات میں تذکرے

اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یتزوج ویولد له اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان الہامات کے مطابق دور حاضر میں حضور کے مقدس خاندان کو جو معجزانہ اور خارق عادت فضیلت بخشی ہے ہر احمدی اس کا زندہ گواہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کوئی غیر از جماعت یا غیر مسلم سنجیدہ فرد بھی ان مہتم بالشان آسمانی نشانات کو جھٹلا نہیں سکتا۔ جو اعلام الٰہی کے مطابق اس مقدس خاندان کے وجود میں پورے ہوئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں اور جب تک یہ دنیا قائم ہے۔ اس وقت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ موجود ہے کہ:

"تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی
اور آخری دنوں تک سرسبز
رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس
وقت تک جو دنیا منقطع
ہو جائے عزت کے ساتھ
قائم رکھے گا۔"
(آئینہ کمالات اسلام)

صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ اس مقدس خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کی اطلاع مکرم و محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کے ذریعہ سے اور بعض دوسرے احباب کو براہ راست مل چکی تھی کہ حضرت صاحبزادہ صاحب احمدیہ جوبلی حال کی تعمیر جدید کا سنگ بنیاد نصب کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔

گزشتہ جمعہ کو مسجد احمدیہ حیدرآباد میں۔ اعلان بھی کر دیا گیا تھا اور مقامی اخبارات سیاست، رہنمائے دکن اور پرتاپ میں بھی خبریں شائع ہو چکی تھیں۔

۱۴ر وفا (جولائی) کو صبح ساڑھے آٹھ بجے تک ہی سینکڑوں احمدی احباب و خواتین اور بچے استقبال کی غرض سے حیدرآباد کے ہوائی مستقر پر پہنچ گئے تھے مکرمی و محترمی جناب چوہدری فیض احمد صاحب قائمقام ناظر بیت المال (آمد) بھی جو ان دنوں حیدرآباد و سکندرآباد اور یادگیر کی جماعتوں کا دورہ فرما رہے ہیں۔ اس موقعہ پر تشریف فرما تھے۔ ہر دل فرحاں و مسرور ہر چہرہ خندہ و شگفتہ دکھائی دے رہا تھا۔ جہاز لیٹ ہو جانے کی وجہ سے دس بجے صبح ہوائی مستقر پر اترا اور جہاز سے حضرت صاحبزادہ صاحب حضرت بیگم صاحبہ اور صاحبزادہ مرزا کلیم احمد سلمہ اللہ تعالیٰ پر مشتمل یہ مقدس قافلہ نمودار ہوا اور احباب جماعت نے اھلاً وسھلاً و مرحبا کے پُر خلوص الفاظ سے استقبال کیا۔

قائد صاحب خدام الاحمدیہ مکرم یوسف حسین صاحب نے ملاقات کے لئے بڑا اچھا انتظام کیا ہوا تھا مناسب تنظیم کے تحت دو متقابل لمبی قطاروں میں احباب جماعت احتراماً کھڑے تھے اور قائد صاحب ضروری ہدایات دے رہے تھے۔ اس حسنِ انتظام کے نتیجہ میں بغیر کسی شور و غوغا کے اطمینان جملہ احباب جماعت کو حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ مصافحہ اور معانقہ کا شرف حاصل ہوا۔ سب سے پہلے الحاج حضرت سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان، خاکسار راقم الحروف، مکرم و محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر و نگران اعلیٰ تعمیر جدید احمدیہ جوبلی حال، مکرم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ سکندرآباد اور مکرم و محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب نے حیدرآباد، سکندرآباد، یادگیر اور چنتہ کنٹہ کی جماعتوں کی نمائندگی فرماتے ہوئے علی الترتیب گل پوشی کرتے ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کا شرف حاصل کیا مکرم سیٹھ ملا سیف الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ سکندرآباد اور دوسرے عہدیداران و احباب جماعت بعدہٗ مصافحہ و معانقہ سے مشرف ہوئے۔ اور آخر میں جناب قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی گل پوشی کی اور مصافحہ و معانقہ کا شرف حاصل کیا۔

دوسری جانب لجنہ اماء اللہ حیدرآباد، سکندرآباد و یادگیر کی جانب سے حضرت بیگم صاحبہ کا کثیر تعداد میں خواتین نے استقبال کیا اور یہ تقریب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پُر وقار طور پر انجام پذیر ہوئی۔ غیر از جماعت افراد بھی اس سے بہت متأثر ہوئے محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب کی کوٹھی پر حضرت صاحبزادہ صاحب قیام فرما ہیں۔

حیدرآباد کا ہوائی مستقر شہر سے آٹھ دس میل کی دوری پر واقع ہے احباب جماعت نے اپنی کاروں موٹر سائیکلوں اور سائیکلوں کے ذریعہ سے شرکت فرمائی۔

شام چھ بجے ریڈیو حیدرآباد سے اس والہانہ اور پُر اثر استقبالیہ تقریب کی رپورٹ بھی نشر ہوئی۔

بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کے اس دورہ کو ہر پہلو سے بہت زیادہ بابرکت بنائے۔ اور احباب جماعت کو احسن رنگ میں مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور روحانی اور جسمانی اعتبار سے بیش از بیش ترقیات کا موجب بنائے آمین۔

خاکسار۔ عبدالحق فضل انچارج مبلغ (آندھرا)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو مورخہ ۲۲ ۔ ۶ تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کی عمر دراز کرے اور نیک صالح متقی اور خادم دین بنائے

خاکسار
ایم عبدالسلام مبلغ
سلسلہ عالیہ احمدیہ
کالیکٹ کیرلہ۔۔۔

خُطبہ جُمعہ

بقیہ صفحہ ۶

اسے حاصل ہو گیا ہر انسان خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں پیدا ہوا ہو خواہ وہ کسی بھی زمانہ سے متعلق ہو انسانی شرف اور رتبہ میں ہر دوسرے انسان کے مساوی اور برابر ہے کوئی انسان دوسرے انسان سے برتر نہیں کسی کے متعلق زیادہ معزز اور کم معزز کا فقرہ استعمال نہیں کیا جا سکتا جب انسان اپنا یہ مقام پہچان لیتا ہے تو گویا وہ ایک ایسے دور میں داخل ہو جاتا ہے جس میں داخل ہونے کے بعد انسانی عزت قائم ہو جاتی ہے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر انسان اس دور میں داخل ہو کر اس دور کی ذمہ داریوں کو نہیں نباہتا اور فطرت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب اور نفرت اور حقارت کا مستوجب ٹھہرتا ہے اس کے برعکس اگر تمہاری فطرت اگر تمہاری روح اس کو برداشت نہیں کرتی تو پھر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، اس سیر روحانی کو شروع کرو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شاہراہ پر قدم بقدم رفعتوں کے حصول کے بعد خدا تعالیٰ کے انتہائی قرب کو پایا وہی راہ ہم سب کے لئے کھلی ہے اس راہ پر چل کر ہم بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر سکتے اور اس کے غضب سے بچ سکتے ہیں اس راہ کو اختیار کرنے سے ہو سکتا ہے کسی کے حصہ میں اللہ تعالیٰ کا پیار شاید کم آئے اور کسی کے حصہ میں زیادہ لیکن ہر ایک کو خدا تعالیٰ کا پیار میسر آ جاتا اور اس کی رضا حاصل ہو جاتی ہے۔ خدا کرے کہ بنی نوع انسان کا ہر فرد اس حقیقت کو اور نبی اکرم ؐ کی زبانِ مبارک سے انما انا بشر مثلکم کے الفاظ میں جو عظیم الشان اعلان کروایا گیا ہے ہر انسان اس بنا پر کان دھرے اور [illegible]

غلبۂ اسلام اور تعلیم القرآن

اسلام کو تعلیم القرآن کے ذریعہ ہی غالب کیا جا سکتا ہے

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ دین کے لئے سچا جوش رکھتے ہیں۔ ان کی عمر بڑھائی جائے گی۔ اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح کے وقت عمریں بڑھائی جاویں گی اس کے معنی یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہونگے ان کی عمریں بڑھائی جاویں گی۔ جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی طرح ہے کہ مالک جب چاہے اسے ذبح کر ڈالے اور جو سچے دل سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز ٹھہرتا ہے۔ اور اس کی جان لینے میں خدا تعالےٰ کو تردد ہوتا ہے اس لئے فرمایا وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ"

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۷۲)

ایک اور جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"غرض جو کوئی اپنی زندگی بڑھانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ نیک کاموں کی تبلیغ کرے اور مخلوق کو فائدہ پہنچائے جب اللہ تعالےٰ کسی دل کو ایسا پاتا ہے۔ کہ اس نے مخلوق کی نفع رسانی کا ارادہ کر لیا ہے۔ تو وہ اسے توفیق دیتا ہے۔ اور اس کی عمر دراز کرتا ہے۔۔۔۔۔۔ انسان اگر اللہ تعالےٰ کے لئے اپنی زندگی وقف نہ کرے اور اس کی مخلوق کے لئے نفع رساں نہ ہو تو یہ ایک بیکار اور نکمی ہستی ہو جاتی ہے بھیڑ بکری بھی پھر اس سے اچھی ہے جو انسان کے کام تو آتی ہے۔ لیکن یہ اشرف المخلوقات ہو کر نوع انسانی کے کام نہیں آتا تو پھر بدترین مخلوق ہو جاتا ہے۔ اور اس کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین۔۔۔۔۔ پس یہ سچی بات ہے کہ اگر انسان میں یہ نہیں ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کے اوامر کی اطاعت کرے اور مخلوق کو نفع پہنچائے تو وہ جانوروں سے بھی گیا گذرا ہے اور بدترین مخلوق ہے

نیز فرمایا:۔

اگر انسان خدا تعالےٰ کی فرمانبرداری میں مر جائے تو جانے کہ اس نے بڑی عمر حاصل کر لی ہے۔ کیونکہ بڑی عمر کا اصل مدعا جو یہ تھا کہ مخلوق کو فائدہ پہنچا کر اور خدا تعالےٰ کے اوامر کی اطاعت کر کے اپنے مولا کو راضی کرے وہ اس نے حاصل کر لیا اور مرتے وقت اس کے دل میں کوئی حسرت نہیں رہی۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۹۱-۹۲)

برادران! آپ اس تربیتی کلاس میں علوم دینیہ سیکھنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اور علوم دینیہ کے سیکھنے کے لئے ایک ایسی طرفہ چیز کا حصول ضروری ہے۔ جس کا دوسرے علوم کے حصول میں کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ تقوی اللہ ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جو دوسری صدی کے مجدد تھے اور جن کا حافظہ ایسا اعلےٰ درجہ کا تھا انہوں نے پانچ سال کی عمر میں قرآن مجید مکمل حفظ کر لیا آپ حضرت امام مالکؒ کے درس حدیث میں شریک ہونے کے لئے گئے ان کے درس میں بیٹھنے کے لئے۔ یہ ضروری شرط تھی کہ طالب علم قلم دوات لے کر بیٹھے۔ اور جو کچھ وہ بتائیں نوٹ کرتا جائے امام شافعیؒ کی عمر اس وقت صرف نو سال کی تھی۔ امام مالکؒ نے انہیں بیٹھے دیکھا تو کہا بچے! تم کیوں بیٹھے ہو امام شافعیؒ نے جواب دیا کہ درس میں شامل ہونے کے لئے آیا ہوں آپ نے پوچھا کہ اب تک کیا پڑھا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ یہ پڑھ چکا ہوں اس پر امام مالکؒ نے کہا کہ تم بہت کچھ پڑھ چکے ہو مگر میرے درس میں بیٹھنے کا یہ طریق نہیں یہاں تو قلم دوات لے کر بیٹھنا چاہئے امام شافعیؒ نے کہا کہ میں کل بھی بیٹھا تھا آپ دوسرے طلباء سے مقابلہ کرالیں۔ امام صاحب نے سوال کیا اور انہوں نے ٹھیک جواب دیا۔ امام صاحب کی عادت تھی کہ اگلے روز نوٹوں کو سنتے اور کوئی غلطی ہوتی تو اس کی اصلاح کر دیتے اس دن جو انہوں نے گذشتہ نوٹ سننے شروع کئے تو جب پڑھنے والا غلطی کرتا امام شافعیؒ جھٹ اس کو ٹوک دیتے کہ امام صاحب نے یوں نہیں بلکہ یوں فرمایا تھا چونکہ امام مالکؒ نے ان کو بغیر قلم دوات کے اپنے درس میں بیٹھنے کی اجازت دے دی حالانکہ اور کسی کو اس کی اجازت نہ تھی اس قسم کے حافظہ کا انسان لکھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

شکوت الیٰ وکیع سوء حفظی
فاوصانی الیٰ ترک المعاصی
لان العلم نور من الٰہ
ونور اللہ لا یعطی لعاصی

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے حافظہ کی کمزوری کی شکایت وکیع کے پاس کی (جو ان کے استاد تھے) تو انہوں نے مجھے معاصی سے اجتناب کی وصیت کی کیونکہ علم اللہ تعالےٰ کا نور ہے۔ اور الٰہی نور نافرمان کو عطا نہیں کیا جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف کو سمجھنے اور اس کے مطابق ہدایت پانے کے لئے تقویٰ اصل ہے۔ دوسری جگہ فرمایا لا یمسہ الا المطھرون دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں ریاضی، ہندسہ وہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور متقی اور پرہیزگار ہو۔ بلکہ خواہ کیسا ہی فاجر ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے۔ مگر علم دین میں خشک منطقی اور فلسفی ترقی نہیں کر سکتا اور اس پر وہ حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا۔۔۔۔۔۔ یہ خوب یاد رکھو کہ تقویٰ تمام دینی علوم کی کنجی ہے۔ انسان تقویٰ کے سوا ان کو نہیں سیکھ سکتا۔

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۱۵۱-۱۵۲)

برادران! تقویٰ اللہ کے علاوہ اللہ تعالےٰ کا ایک قانون ان لیس للانسان الا ما سعیٰ وان سعیہ سوف یریٰ ثم یجزٰہ الجزاء الاوفیٰ کے مطابق آپ کو محنت و مجاہدے اور سعی کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"دنیا سے جائے اسباب ہے اسلئے اسباب سے کام لینا چاہئے دنیا میں لوگ حصول مقاصد کے لئے سعی کرتے ہیں۔ اور اپنے اپنے رنگ میں ہر شخص کوشش کرتا ہے دیکھو ایک کسان کی خواہ کیسی ہی عمدہ زمین ہو آبپاشی کے لئے کنواں بھی ہو پھر بھی تردد کرتا ہے۔ زمین کو جوتتا ہے۔ قلبہ رانی کر کے اس میں بیج ڈالتا ہے۔ پھر اس کی آبپاشی کرتا ہے حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے۔ اور کوشش اور محنت کے بعد ماحصل (مقصود (ناقل)) حاصل کرتا ہے اسی طرح پر ہر قسم کے معاملات میں دنیا کے ہوں یا دین کے محنت مجاہدہ اور سعی کی حاجت اور ضرورت ہے۔

(ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۲۹۱)

اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ سورۃ انشقاق کی آیت۔

یاایھا الانسان انک کادح الیٰ ربک کدحا فملٰقیہ

یعنی اے انسان تو پوری جدوجہد کرے گا پوری محنت کرے گا اپنے رب کی طرف جانے کی فملٰقیہ اور آخر تو اس سے جا کر مل ہی جائے گا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالےٰ نے کادح کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور کدح اس بات کو کہتے ہیں کہ انسان ایسا عمل کرے کہ یوں معلوم ہو کہ اس کی صحت بگڑ جائے گی اسکی ہڈیاں بگڑ جائیں گی اس کی ہڈیاں گھل جائیں گی اور اس کا جسم تباہ ہو جائے گا۔ جب انسان اس رنگ میں کام کرتا ہے تب اسے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بغیر اس کام میں کامیابی کے متعلق امید رکھنا غلطی ہوتی ہے میں نے اپنی جماعت میں خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کو اس غرض کے لئے قائم کیا ہے تاکہ وہ محنت کریں اور مشقت طلب کاموں کی اپنے اندر عادت پیدا کریں۔ جب تک انسان اپنے اوقات کو ضائع ہونے سے نہیں بچاتا اسے خدا نہیں مل سکتا خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ کے تمام کاموں کا اصل منشاء یہ ہے کہ جماعت میں مشقت طلب کاموں کی عادت پیدا ہو اور ہر فرد کسی نہ کسی کام میں مشغول رہے (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۳۲۲)

چودھویں صدی میں آنے والا فرد مجدد و محدث ہے یا نبی؟

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل نائب ناظر تصنیف۔ قادیان

ہمارے اہلِ پیغام لاہور کی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوائے نبوت کے بارے میں آپ کی تحریرات و فیصلوں کو پس پشت پھینک کر اپنی طرف سے از سر نو من مانے فیصلے و تشریحات گھڑ کر تشہیر دیتے رہتے ہیں۔ وہ دنیا کو یہ بتانے کے لئے پورا زور صرف کر رہے ہیں کہ گویا حضور نے سب فیصلے ان کی منشاء کے مطابق کر رکھے ہیں حالانکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے آج ہم قارئین کرام کو ان کے اس دھوکہ فریب اور چالاکی کی ایک مثال دکھانا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب اربعین کی اشاعت سے قبل ختم نبوت کا منفی پہلو بیان کرتے ہوئے بار بار اعلان فرمایا کہ مستقل اور شریعت والی نبوت ختم و بند ہے میرا اس قسم کا کوئی دعوےٰ نہیں میرا دعوےٰ صرف محدثیت و مجددیت ہونے کا ہے اور میری وحی وحی ولایت ہے نہ کہ وحی نبوت۔ بات صاف ہے حضرت اقدس نے اس کی تائید میں بعض سلف صالحین کے حوالے دیئے۔ ان میں حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندیؒ کی ایک عبارت بھی نقل فرمائی۔ حضور نے حضرت مجدد صاحب سرہندی کی عبارت کو ازالہ اوہام صفحہ ۹۱۵ اور تحفہ بغداد صفحہ ۲۰-۲۱ میں نقل فرمایا ہے۔ مجدد صاحب کی عبارت حسب ذیل ہے۔ اعلم ایہا الاخ الصدیق ان کلامہ سبحانہ تعالیٰ مع البشر قد یکون شفاھا و ذالک الافراد من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذالک لبعض الکمّل من متابعیھم بالتبعیۃ والوراثۃ [illegible] واذا کثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا (مکتوبات ج ۲ مکتوب ۵۱)

کہ اے صدیق بھائی تم کو معلوم ہو کہ انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی تو روبرو ہوتا ہے لیکن اس طرح کا مکالمہ خدا کا صرف انبیاء علیہم السلام کو ہوتا ہے اور کبھی بطور تبعیت و وراثت بعض کامل تبعین کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور جب یہ قسم کلام کثرت سے ہو تو ایسے کو محدث کہا جاتا ہے۔

اس عبارت کے آخری حصہ کے مطابق حضور کا دعویٰ اس وقت صرف اسی قدر ہوتا تھا کہ آپ کا دعوائے نبوت کا نہیں بلکہ صرف محدثیت کا ہے۔

لیکن بعد میں حضور نے ۱۹۰۰ء میں اربعین صفحہ ۳۳ پر اپنی وحی کو بجائے وحی ولایت قرار دینے کے وحی نبوت قرار دیا اور اپنی نبوت کو لو تقول والی آیت کے مطابق سچی نبوت ٹھہرایا۔ اسلئے جب حقیقۃ الوحی میں حضور نے اپنے دعویٰ نبوت کا ذکر فرمایا تو حضور نے حضرت مجدد صاحب موصوف کی عبارت کے پہلے حصہ کے مطابق اپنا دعویٰ نبوت پیش فرمایا ہے جس کا انبیاء کا لفظ موجود ہے نہ کہ ان کی عبارت کے پچھلے حصہ کے مطابق جس میں کہ محدث کا لفظ ہے نہ صرف اسی قدر بلکہ حضور نے مجدد صاحب کی غلطی کی بھی اصلاح فرمادی اور بتایا کہ مجدد و محدث کو مکالمہ مخاطبہ تو ملتا ہے مگر اس کی کثرت اسکو حاصل نہیں ہوتی۔ کثرت مکالمہ مخاطبہ صرف نبی ہی کو حاصل ہوتا ہے نہ کہ مجدد و محدث کو۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ

"جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔"

اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ حضرت اقدس نے اس عبارت کے پہلے حصہ کے مطابق اپنا دعویٰ نبوت بتایا ہے اگر وہ دوسرے حصہ کے مطابق بتاتے تو اپنے آپ کو صرف محدث قرار دیتے مگر آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰ میں اپنے آپ کو محدث قرار نہیں دیا بلکہ نبی قرار دیا ہے اور یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ بقول مجدد صاحب سرہندی اگر مجدد کو کثرت مکالمہ ہوتی ہے تو نبی کو تو بدرجہ اولیٰ بڑھ چڑھ کر کثرت حاصل ہوتی ہے اسلئے بعض معترضین کا یہ کہنا کہ آپ نے ان کی عبارت کے لفظ محدث کی بجائے نبی کا لفظ ان کی طرف منسوب کرکے دھوکہ دیا ہے درست نہیں ایسا معترض خود دھوکہ خوردہ ہے جس نے حضور کا منشاء حضور کے الفاظ و منشاء کے خلاف سمجھا ہے

مجدد صاحب سرہندی کی غلطی کی اصلاح

مجدد صاحب سرہندی

نیز مجدد صاحب نے کثرت مکالمہ مخاطبہ تحریر فرمایا ہے جو درست نہیں محدث و مجدد کو یہ کثرت حاصل نہیں ہوتی اسلئے انکی غلطی کی اصلاح فرماتے ہوئے آپ نے تحریر فرمایا ہے۔

"اب واضح رہے کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اسلئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدس نے نبی اور مجدد و محدث میں وحی کی کثرت کا فرق بتایا ہے اور حضرت مجدد سرہندی کی اس غلطی کی اصلاح فرمادی ہے کہ مجدد و محدث کو بھی کثرت مکالمہ و مخاطبہ حاصل ہوتا ہے۔ مجدد صاحب سرہندی کی جس عبارت کے متعلق معترضین کا یہ اعتراض ہے کہ آپ نے انکی محدث کی جگہ نبی کا لفظ ڈال کر دھوکہ دیا ہے غلط ہے۔ حضور نے تو اس عبارت کی غلطی کی اصلاح فرمائی ہے ہاں البتہ جو حضرت مجدد سرہندی کی عبارت کے پہلے حصہ میں ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا و ذالک الافراد من الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے [illegible]

لئے نبی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ … میں بھی آیا ہے۔ غلام رسول صاحب قادیانی حضرت مسیح موعود کی باتوں کی فلاسفی نہ سمجھنے کی وجہ سے … ہیں کہ دین کو خراب کر رہا ہے۔

ہمارے پیغامی حضرات بھی ایک … مجدد صاحب سرہندی کے حدیث والے حوالے کو پیش کرتے چلے جا رہے ہیں اور اس کی تائید میں حضور کے … بعض حوالوں کو پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور حقیقۃ الوحی کی مذکورہ عبارت میں حضور نے مجدد کا سرہندی کی عبارت کے حوالہ کا مطلب پچھلے حصہ کے مطابق ہے کہ غیر احمدی معترضین کا گول مول جواب دیدیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حضور نے مجدد کے لفظ کی بجائے نبی کا لفظ بیشک رکھا ہے مگر اس سے مراد حضور کی مجددیت ہے مگر سوال یہ ہے کہ حضور نے مجددیت کا لفظ کیوں نہ رکھا۔ نبی کا لفظ کیوں نہ رکھا۔ حضور کو چاہیئے تھا کہ پہلے کی طرح مجدد کا لفظ ہی رکھتے۔ مگر حضور نے تو فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھے نئے عقیدہ پر قائم کر دیا ہے (حقیقۃ الوحی ص۱۵۰) جس کا اس سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا حضور کی اوپر والی تحریر میں یہ ذکر ہے کہ کثرت مکالمہ و مخاطبہ اس امت میں صرف مسیح موعود ہی کو حاصل ہوگا۔ اس کا مدعا یہ ہرگز نہیں کہ قیامت تک ایک ہی شخص کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ نصیب ہوگا بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ تک صرف ایک شخص کو ہی یہ کثرت ملے گی اور وہی حضور کی بعثت ثانیہ ہوگا حضور نے جو آنحضرت صلعم کی دو بعثتیں بیان فرمائی ہیں ان کا بھی مدعا صرف اسی قدر ہے کہ مسیح موعود آنحضرت صلعم کی بعثت ثانیہ ہوگا۔ مسیح موعود کے بعد جو بھی نبی ہوگا وہ مسیح موعود کے اندر شامل ہو کر حضور کی بعثت بنے گا جس طرح کہ مسیح موعود آنحضرت صلعم کے اندر شمار ہوتے ہیں۔ پس یہ مطلب نہیں کہ دوسری بعثت کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

بعض مزید سوالات کے جوابات

ایک صاحب نے … ہماری باتوں کا جواب دینے کی بجائے پوچھا ہے کہ آنحضرت صلعم اور مسیح موعود علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی ہوا ہے یا نہیں اگر ہوا ہے تو اس کا کیا نام ہے؟

ان کے اس سوال کا جواب حضرت … کی مذکورہ عبارت در اصلاح میں آگیا ہے کہ کون نہیں نیز اس کی وجہ بھی حضور نے بتا دی ہوئی ہے کہ کسی

کو کثرت وحی حاصل نہ ہوئی تھی اس لئے ان کو نبی یہ درجہ ملا نہ نام ملا۔ حضور کی ایک اثری الحکم میں چھپی تھی۔ جس میں بہت سے اولیاء کے لئے مرتبہ یا درجہ نبوت کا لفظ غلط طور پر چھپ گیا تھا۔ حضور نے اس کی بھی اصلاح اوپر والی عبارت میں کر دی اور فرمایا کہ سابقہ اولیاء میں نہ شرط نبوت یعنی کثرت وحی موجود تھی جو اس مرتبہ کے لئے ضروری ہے اور نہ ان کو یہ نام دیا گیا۔ کثرت مکالمہ و مخاطبہ نبی کی خصوصیت ہے۔ اگر اہل پیغام حقیقۃ الوحی کا حوالہ اور اصلاح نظرانداز کرکے تا حال الحکم والے حوالہ کا رٹ لگاتے چلے جا رہے ہیں تو ان کو کیا ہو گیا ہے۔

اہل پیغام الوصیت ۱۹۰۵ء کے یہ الفاظ پیش کیا کرتے ہیں کہ حضور نے لکھا ہے کہ

"بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا" ص۱۱

مگر حضور کی مراد بعض افراد سے کئی افراد نہیں بلکہ صرف "ایک فرد" ہے جبکہ اس سے قبل ص۱۲ پر حضور نے تحریر فرمایا ہے کہ

"پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی تھی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ان کے تمام افراد مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا۔"

(الوصیت)

"ایک فرد" کا لفظ استعمال کرکے حضور نے بتا دیا کہ "بعض افراد" سے مراد حضور کی کئی افراد نہیں بلکہ صرف ایک فرد ہے۔ اہل پیغام کے مغالطہ کی وجہ یہ ہے کہ "بعض افراد" کا مفہوم ایک فرد کے علاوہ چند افراد بھی ہوتا ہے یہ تو عقلمند کا کام ہے کہ وہ عبارت کے سیاق و سباق کو دیکھ کر مفہوم سمجھنے کی کوشش کرے "بعض افراد" کے لفظ سے چونکہ مغالطہ لگ سکتا تھا جیسا کہ اہل پیغام کو اب تک لگا ہوا ہے اس لئے حضور نے اس کے بعد حقیقۃ الوحی ص۳۹۱ کی مذکورہ عبارت میں اس کی وضاحت فرما کر اس وہم کو دور کر دیا اور بتا دیا کہ حضور کی مراد صرف ایک فرد ہے اور وہ خود آپ ہی ہیں۔ اہل پیغام کو مسلم ہے کہ:-

"وحی اور امور غیبیہ کا جو حصہ کثیر حضرت مرزا صاحب کو عطا ہوا وہ امت میں سے کسی اور فرد کو عطا نہ ہوا۔"

(قول سدید ص۲۴۳)

لہٰذا نتیجہ صاف ہے کہ صرف حضور ہی نبی ہیں اور امت کے سابقہ مجددین و محدثین میں سے کوئی نبی نہ تھا۔

یہ کہنا کہ آپ صرف مجازی نبی ہیں۔ تو اسکے متعلق عرض ہے کہ مجازی نبی کے معنی ایسے مشکل ہی سمجھے ہیں کہ جو نبی نہ ہو۔ پس مجازی نبی سے مراد جیسا کہ "قول سدید" والے نے لکھا ہے غیر نبی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حضور نے اپنے آپ کو مجازی نبی یعنی غیر نبی کن معنوں سے لکھا ہے فرماتے ہیں:-

"جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔"

یہ ہے مجازی نبی سے مراد جس کے مطابق حضور کا دعوے ہرگز نبوت کا نہیں ہاں حضور کا دعویٰ ہرگز نبوت کا نہیں ہاں حضور فرماتے ہیں کہ

"مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

گویا اپنی نبوت کو غیر تشریعی تابع نبوت قرار دیا ہے اس طور کا نبی حضور نے اپنے سوا ابھی کسی مجدد و محدث وغیرہ کو قرار نہیں دیا۔ نیز اپنے آپ کو مجدد و محدثوں سے بڑھ کر قرار دیتے ہوئے آپ کو آنحضرت صلعم کی بعثت ثانیہ ٹھیرایا۔ غیر نبی کس طرح بعثت ثانیہ ہو سکتا ہے؟ لہٰذا اگر مجدد کو بعثت ثانیہ

قرار دیا جائے تو امت کے مجددین سابقہ مجددین آنحضرت صلعم کی کئی بعثتیں ٹھیریں نہ کہ صرف دو۔

خلاصہ یہ کہ بیشک پہلے حضور نے لکھا تھا کہ

محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا کے حکم سے کیا گیا ہے مگر پھر اس سے بڑھ کر فرمایا۔ میں خدا کے حکم کے موافق نبی و رسول ہوں۔

پس اگر محدثیت والا حکم پہلے قبول تھا تو بعد والا نبوت والا خدا کا حکم کیوں قبول نہیں؟ کیا کوئی سنجیدہ خدا ترس پیغامی بھی اس بارے میں کوئی سمجھ دے سکتا ہے؟

ایک اور بات یاد آئی جو ایک پیغامی نے اوپر والی خصوصیت نبوت کے جواب میں فرمائی اس نے لکھا کہ حضور کو نبی کا نام اس لئے دیا گیا کہ حدیث والی پیشگوئی پوری ہو جائے جس میں لکھا ہے۔ مسیح موعود نبی ہوگا۔ مگر سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی پیشگوئی میں مسیح موعود کو کس بنا پر نبی فرمایا۔ کسی اور مجدد کو یہ نام کیوں نہ دیا۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے نزدیک صرف مسیح موعود ہی کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی خصوصیت پانے والا تھا۔ اسلئے آنحضرت صلعم نے صرف مسیح موعود ہی کو نبی کا نام دیا۔ گویا شرط کے پائے جانے کی وجہ سے وہ مقام نبوت و نام نبوت کا مستحق قرار دیا گیا باقی مجددین شرط کے فقدان کی وجہ سے مقام نبوت و نام سے محروم ہیں

"ٹرپولے" دمارشس میں ایک احمدیہ مسجد کی تعمیر

(بقیہ صفحہ اول)

فروغ کے لئے دعائیں کرے تاکہ بھولا ہوا انسان دوبارہ اپنے خالق حقیقی کو پہچان لے۔

بعد ازیں آپ نے تہ دل سے جملہ احباب کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے نہایت اخلاص محنت اور جذبہ سے کام کیا۔ اور قابل تعریف تعاون سے جماعتی کام کو پورا کیا۔

اس کے بعد دعا ہوئی اور اسلام و خلافت احمدیت کے نعروں کے ساتھ یہ مبارک اور روحانی اجتماع برخاست ہوا۔ بالآخر احباب جماعت سے درخواست ہے کہ جماعت ماریشس کی غیر معمولی ترقی کے لئے دعا فرماویں تا جملہ پروگرام احسن رنگ میں پورے ہوں۔

اعلانِ نکاح

خاکسار کے لڑکے محمد کرم الدین ساکن وڈہان (رجینہ کنڈہ) کا نکاح عزیزہ نور جہاں بیگم بنت محمد اسمٰعیل صاحب سے بعوض گیارہ صد روپیہ حق مہر پر باجازت محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد مکرم نصیر احمد صاحب طارم سیکرٹری وقف جدید نے بتاریخ ۲۵ر جون ۱۹۷۱ء بروز جمعہ بوقت ۹ بجے صبح پڑھا۔ اس موقعہ پر مکرم محمد بشیر الدین صاحب مدراس نے بھی نکاح کے اغراض و مقاصد پر تقریر کی۔ سلسلہ کے بزرگان اور درویشان کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار نے مبلغ پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ارسال کئے ہیں۔

خاکسار محمد محی الدین حکیم ساکن وڈہان (رجینہ کنڈہ)

وصایا

نوٹ۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیت کے بارے میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع ایک ماہ کے اندر اندر سیکرٹری بہشتی مقبرہ کو دی جائے

نمبر ۱۳۸۲۸ منکہ شمس النساء بیگم بیوہ مکرم محمد اسمٰعیل خان صاحب صدیقی مرحوم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر پچاس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲؍۶؍۷۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے پاس کوئی زیور نہیں ہے۔ نہ منقولہ نہ غیر منقولہ جائداد ہے۔ البتہ مرحوم شوہر کی طرف سے بوقتِ شادی پانچ ہزار روپیہ حق مہر مقرر ہوا تھا۔ اور اس وقت میری آمد بصورت سرکاری پنشن آٹھ روپے پچاس پیسے ماہوار ہے میں حق مہر اور اس آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور آئندہ آمد میں اضافہ ہونے پر یا بوقتِ وفات مزید جائداد ثابت ہونے پر یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

گواہ شد	الامتہ
محمد عبد اللہ موصی نمبر ۸۱۰۵ نظارت دعوۃ وتبلیغ	شمس النساء بیگم
۵۰/۷۱-۶-۱۲ قادیان	۱۲؍۶؍۷۱ گواہ شد محمد منیر پسر موصیہ

کاتب الحروف ملک صلاح الدین ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

نمبر ۱۳۸۲۹ منکہ لطیف احمد فاروق ولد عبد الکریم صاحب ناصر آبادی قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸؍۶؍۷۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ مجھے اس وقت صدر انجمن احمدیہ قادیان سے مبلغ یکصد روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ میں اپنی اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اور تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد	گواہ شد	العبد
محمود عبد اللہ	مرزا وسیم احمد	لطیف احمد فاروق نظارت
نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان ۲۸؍۶؍۷۱	۲۸؍۶؍۷۱	دعوۃ وتبلیغ قادیان ۲۸؍۶؍۷۱

نمبر ۱۳۸۳۰ منکہ جاوید اقبال چیمہ ولد چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸؍۶؍۷۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مبلغ یکصد/۱۰۰ روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں اپنی اس آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور تازیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے بعد میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد
جاوید اقبال چیمہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۲۸؍۶؍۷۱

گواہ شد	گواہ شد
منظور احمد چیمہ درویش ۲۸؍۶؍۷۱	مرزا وسیم احمد ۲۸؍۶؍۷۱

نمبر ۱۳۸۲۳ منکہ زلیخا بی بی بیوہ شیخ سالم صاحب مرحوم قوم مسلم پیشہ خانہ داری عمر ۶۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۹؍۱؍۷۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری کوئی زمین یا ماہوار آمد نہیں ہے۔ مہر اپنے خاوند مرحوم کو قبل ازیں معاف کر چکی ہوں۔ موجودہ زیورات پر جو درج ذیل ہیں وصیت کرتی ہوں:۔

(۱) سونے کی چوڑی چار عدد پانچ بھری جس کی قیمت	-/۱۰۰۰	روپیہ ہے
(۲) سونے کا ہار ایک عدد پانچ بھری " "	-/۱۰۰۰	"
(۳) سونے کا کان کا پھول دو عدد دو بھری " "	-/۴۰۰	"
(۴) کمر کا زنجیر ایک عدد چاندی کا چالیس بھری "	-/۴۴۰	"
(۵) پیر کا کڑا چاندی کا دو عدد	-/۱۶۰	"
میزان	-/۳۰۰۰	روپے

جو تین ہزار روپیہ ہوتی ہے کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ فی الحال ایک صد روپیہ داخل خزانہ کرتی ہوں۔ باقی دو صد روپیہ انشاء اللہ العزیز اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ اگر نہ کر سکی تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق ہوگا کہ وہ میرے ورثاء سے وصول کرے۔ اس کے علاوہ اگر میری اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

گواہ شد	الامتہ
جبار الحق خان از کیرنگ	نشان انگوٹھا زلیخا بی بی از کیرنگ ڈاکخانہ ضلع پوری اڑیسہ

گواہ شد فتح محمد کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان

انتقالِ پُر ملال

اخویم مکرم ضمیر احمد صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ امروہہ حال معلم وقف جدید متعینہ سانڈھن کے والد بزرگوار مکرم نبی احمد صاحب کا ماہ جون کے دوسرے ہفتہ میں امروہہ میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۹۵ سال تھی۔ اور آپ کی صحت بفضلہ تعالیٰ آخر عمر تک اچھی رہی۔ آپ نے اپنے پیچھے چار کے قریب لڑکے لڑکیاں۔ پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں چھوڑی ہیں۔

مرحوم اگرچہ نا خواندہ تھے مگر اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی صداقت کو سمجھنے کی توفیق دی اور احمدی ہونے کے بعد ہر قسم کی مخالفت کا دلیری سے مقابلہ کیا۔

احمدیت میں داخل ہونے کی وجہ بھی ایک مخالفت کا ہی واقعہ ہوا۔ احمدی ہونے سے قبل آپ نے ایک موقع پر اپنے بیٹے مکرم ضمیر احمد صاحب کی تائید کرتے ہوئے احمدیت کی صداقت میں کوئی بات کہی۔ اس وقت بعض مخالف بھی بیٹھے ہوئے تھے انہی مخالفین میں سے کسی ایک نے رات کے اندھیرے میں ان کے سر پر لاٹھی ماری جس سے آپ کا سر پھٹ گیا۔ اور بہت خون بہا۔ لاٹھی مارنے والا شخص بھاگ گیا اور اس کا پتہ نہ چل سکا۔ لیکن اس واقعہ کے بعد آپ باقاعدہ بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اور بفضلہ تعالیٰ آخر دم تک احمدیت پر قائم رہے۔ قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپکی مغفرت فرماوے اور جنت الفردوس میں داخل فرماوے۔

خاکسار بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ یو۔پی

درخواست دعا

مکرم ایس کے غلیم الدین صاحب ریلوے ڈرائیور۔ بھیا بارا ضلع ٹ...پور سابقہ ریلوے ہیڈ درد کی تکلیف سے بہت لاچار رہتے ہیں اللہ کامل و عاجل شفا یابی کے لئے تمام احمدی بزرگوں و بہنوں سے دردمندانہ درخواست ہے۔

خاکسار شیخ محمد دین شوہر
مبلغ کلکتہ

اے مرداں بکوشید و برائے بکوشید

اے مردانِ مومن ہمت اور حوصلہ کے لئے خدمتِ دین کا جوش دکھلاؤ۔ کوئی مقصد بجز توفیق فضل و امداد و رحمتِ الٰہی انجام پذیر نہیں ہوسکتا اور خدا تعالیٰ کی بشارات پر نظر کرکے جو بارش کی طرح برس رہی ہے اس عاجز کو بھی امید ہے کہ وہ اپنے بندہ کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنے دین کو اس خطرناک پراگندگی میں نہیں چھوڑے گا جواب اس کے لاحق حال ہے تحریر نہایت ظاہری جو طریق مسنون ہے۔ من انصاری الی اللہ کی لہر پڑتا ہے کہ میرے جماعت میں اپنے احباب ہوں جو ان پر بوجہ املاک و اموال و زیورات وغیرہ کے زکوٰۃ فرض ہو تو ان کو سمجھنا چاہیئے کہ اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بیکس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ دینے میں جس قدر تہدید شرع وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکر زکوٰۃ کافر ہو جائے۔

(از حضرت مسیح موعود علیہ السلام) نشانِ آسمانی صفحہ ۴۹

آج سے ۷۹ سال قبل ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخلصین جماعت کو متذکرہ بالا الفاظ میں مخاطب فرمایا تھا ان لوگوں کا ایمان کتنا کامل ہوگا جنہوں نے خدا کے وعدوں پر ایمان لاتے ہوئے دل و جان سے قربانیاں پیش کرکے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی بنیاد کو مضبوط کیا۔ آج ہم اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ اور

لاجرم

قوم احمد علیہ السلام اب بھی صحابہ جیسا قربانی کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ بعض احباب نہ معلوم کیوں خدا تعالیٰ کی رفتار کی قدر کو نہیں پہچانتے جس سے محنت ہو انسان اس کے لئے کیا قربانی نہیں کرتا مگر آپ کا مرشد آپ کا آقا بڑے درد بھرے الفاظ میں مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

"دین اسلام جیسا غریب و یتیم اور بیکس کوئی بھی نہیں"

ایک درد رکھنے والے مومن کا دل اس سے کانپ اٹھتا ہے۔

پس تمام عہدیدارانِ جماعت سال اول کے ختم ہوتے ہی اپنی اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں کہ ان کی جماعتوں نے دین اسلام کے لئے زکوٰۃ۔ لازمی چندہ جات اور اہم تحریکات یعنی نصرت جہاں ریزرو فنڈ۔ درویش فنڈ میں کہاں تک حصہ لیا ہے اور کیا آپ اس خوش جماعت کے افراد اور عہدیداران میں جنہوں نے سال اول میں سو فی صدی ادائیگی کردی ہے۔ اور کیا آپ کی جماعت کا نام بغرضِ دعا حضور کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔

نظارت اس سے زیادہ کچھ تحریر نہیں کرنا چاہتی۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

وقفِ جدید سال چودہ کی وصولی سے متعلق

ایک ضروری اعلان

اس سال وقفِ جدید کی وصولی کی رفتار حسبِ توقع نہیں بلکہ گذشتہ سال کے مقابلہ میں بہت کم ہے اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ امراء کرام و صدر صاحبان حضور ایدہ اللہ کے ارشادات احباب کو بار بار سنائیں اور اس کی افادیت کو واضح کریں۔

چندہ کی وصولی سے مجھلی جماعتوں کا علم بخوبی ہو جاتا ہے کہ جن جماعتوں کے بعض عہدیداران مناسب رنگ میں احباب جماعت کو تحریک نہیں کر رہے یا بعض افراد عہدیداران کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے۔

بہرحال ان دو صورتوں میں سے کسی ایک کی کمی کی وجہ سے وصولی پر اثر پڑا ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اس کی کمی دور کرتے ہوئے نیز وقفِ جدید کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر دیگر ذاتی ضروریات پر اسے مقدم رکھ کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

"امرائے جماعت کو چاہیئے کہ جو عہدیدار کام نہ کریں انہیں ہٹا کر نئے عہدیدار مقرر کریں۔ اور کسی کا لحاظ اس سلسلہ میں نہ کریں آخر ہم ایک فرد کا لحاظ کرکے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو کیوں نقصان پہنچائیں"

انچارج وقف جدید قادیان

ولادتیں اور درخواستہائے دعاء

(۱) عزیزہ احسان الحق صاحب ولد عبدالحمید صاحب ٹاک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لڑکی عطا فرمائی ہے۔ احباب سے زچہ بچہ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے درخواست دعا ہے۔

(۲) نیز خاکسار اور خاکسار کا ایک دوست مکرم عبدالرشید صاحب علی گڑھ یونیورسٹی میں B. L. L. میں ایڈمیشن لینے کے لئے جا رہے ہیں۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرماتے اور ہم کو ہمارے مقصد میں کامیابی عطا فرما دے۔ آمین۔

خاکسار عبدالمجید ٹاک یاڑی پورہ

نوٹ:۔ مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک نے اس خوشی میں مبلغ ۵/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء ——— (ایڈیٹر بدر)

(۳) خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے ۲ جولائی ۱۹۷۱ء کو لڑکی عطا کی ہے تین سال قبل اللہ تعالیٰ نے ایک لڑکا عطا فرمایا تھا۔ احباب سے دونوں بچوں اور ان کی والدہ کی صحت و سلامتی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(۴) ہمارے عمر رسیدہ بزرگ راجہ مظفر خاں صاحب صدر جماعت کی دونوں آنکھوں کا اپریشن کورنگام میں ہوا ہے اپریشن کی کامیابی کے لئے بزرگان سے درخواست دعا ہے۔ نیز خاکسار کے تعمیر مکان کے سلسلہ میں چند ایک رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں مشکلات کی دوری کیلئے بھی درخواستِ دعا ہے۔

خاکسار ماسٹر دل محمد ڈار بی۔ اے سند بارہ کشمیر۔

(۵) آج کل کشمیر میں کالرا کی وبا پھیلی ہوئی ہے بعض اموات بھی ہوئی ہیں احباب جماعت کے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ سلطان احمد ظفر مبلغ سلسلہ

(۶) میری اہلیہ علیمہ بیگم کے زچگی کے ایام قریب ہیں کمزوری بہت ہے بغرض علاج کامارڈی میں رکھا گیا ہے۔ درویشان قادیان اور جملہ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں اپنا فضل شامل حال رکھے۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار غلام محمد احمدی از اندیال

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta.

تار کا پتہ: Auto Centre فون نمبر 23—1652 23—6222